ہر کرا در جاں خدا بنہد محک
ہر یقیں را باز داند او ز شک (رومیؒ)



فتاوائے مُحقّقہ

سیّد پیر مہر علی شاہ صاحبؒ گولڑا شریف

فاسئلوا اهل الذکر ان کنتم لاتعلمون ○
اگر تم خود نہیں جانتے تو اہل ذکر سے پوچھو!

الافاضات السنیہ

الملقب بہ

فتاوٰئ مہریہ

یعنی

مجموعہ فتاوٰے حضرت قبلہ عالم علامۂ زمان خواجہ سید پیر مہر علی شاہ صاحب گیلانی رحمۃ اللہ علیہ

تصحیح و ترتیب

مولانا فیض احمد صاحب فیض، جامعہ غوثیہ، گولڑا شریف

بایماء

حضرت سید پیر غلام محی الدین شاہ صاحب قدس سرہٗ

باہتمام

جناب سیدنا پیر غلام معین الدین شاہ صاحب و سیدنا شاہ عبد الحق شاہ صاحب مدظلہما العالی

بار ________ چہارم

تعداد ________ ایک ہزار

مقامِ اشاعت ________ گولڑا شریف، ضلع اسلام آباد

مطبع ________ پاکستان انٹرنیشنل پرنٹرز، لاہور

کاتب ________ خوشی محمد ناصر قادری خُوش رقم تلمیذ پروین رقم

ہدیہ ________ ۷۰ روپے

صَفرُ المُظفّر ۱۴۱۸ھ مطابق جون ۱۹۹۷ء

رُوسے کیوں بوجھ ڈالا جاتا ہے۔ چاہیئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم بھی مرفوعٌ الی السماء بجسدہ العنصری ہوں نہ رونق افزائے مدینہ طیّبہ۔ ہاں اگر اس خیال سے مستبعد معلُوم ہوتا ہے کہ عیسیٰؑ ابنِ مریمؑ کی فضیلت ثابت ہوتی ہے تو جواباً معرُوض ہے کہ مدارِ فضیلت آسمانی زمینی ہونے پر نہیں ورنہ کُل ملائکہ سماویہ کی فضیلت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم پر لازم آوے گی۔ شائد آپ لوگوں (فرقہ مرزائیہ) کا یہی عقیدہ ہوگا۔ اور بحسبِ ازخود تراشیدہ قوانین کے ایسا ہی ہونا ضروری ہے۔ کوڑھیوں کو باذن اللہ اچھا کرنا یا مُردہ کو زندہ کرنا وغیرہ وغیرہ یہ سب فضیلت کا مُوجب نہیں ہوسکتے۔ مومن کو صرف ایک ہی حدیث شفاعتِ کبرےٰ میں غور کرنے سے یہ وہم ہی نہیں رہتا۔ جب ایسا ہے تو پھر ہم ما جاء بہ الرّسُول علیہ السّلام من القرآن والسنۃ کے منطوق و مدلُول منصُوص کو اپنے جاہلانہ ڈھکوسلوں کی مداخلتِ بے جا کے ذریعے کیوں چھوڑ بیٹھیں اور ناری بنیں۔ آج تک کُل اُمّتِ مرحُومہ یعنی سوادِ اعظم کا یہی مسلک چلا آیا ہے۔

۸۔ اِس مقام پر سیفِ چشتیائی کو ملاحظہ کرو۔

۹ و ۱۰۔ قیاسِ استقرائی کو بے جا دخل مت دو یوں کہو کہ یاکلان الطعام سے خلافِ عقیدہ قائلین برفع جسمانی معلوم ہوتا ہے جواباً معرُوض ہے کہ "شمسُ الهدایۃ" اور "سیفِ چشتیائی" کو ملاحظہ کرو۔ علی رأس کل مائۃ والی حدیث کا مطلب بھی سیفِ چشتیائی میں مُلاحظہ کرو۔ والسّلام علی من اتبع الھدیٰ۔

۱۹۔ مِرزائیوں کی طرف سے دو سوال اور حضورِ قبلۂ عالمؒ کی طرف سے اُن کے جوابات

پہلا سوال

پیرصاحب عیسائیوں کے اِس قول کی تائید کرتے ہیں کہ مسیح ۳۳ سال کی عُمر میں آسمان پر چلے گئے ہیں۔ مگر اپنے نانا صاحب سیّد الاوّلین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلّم کے اس قول کو کیوں نہیں مانتے جو مستدرک اور طبرانی میں موجُود ہے۔

واخبرنی ان عیسٰی بن مریم عاش عشرین ومائۃ سنۃ الخ

جواب

ناظرین، عُلماءِ کرام اِس میں نہایت ہی متعجب ہیں کہ اِس سوال کو اہلِ اِسلام کے عقیدۂ اجمالیہ کے مدعیٰ کی نسبت سے کیا خیال کیا جاوے۔ آیا مناقضہ ہے یا معارضہ یا منع۔ رفع خواہ ۳۳ سال کے بعد ہو یا ۱۲۰ سال یا ۱۵۰ سال کے علیٰ حسبِ اختلاف الرّوَایات حیاتِ مسیح الی الآن کو منافی نہیں۔ قطع نظر اس جہالت سے امام جلیل حافظ عمادالدّین ابن کثیرؒ نے ۳۳ سال مُطابق حدیث صحیح کے لکھّا ہے اور خازن اور ابنِ سعد اور احمد اور حاکمؒ نے اِس کو صحابہ عظام کی طرف منسُوب کیا ہے۔ فانہ رفع ولہ ثلث وثلثون سنۃ فی الصحیح وقد ورد ذالك فی حدیث فی صفۃ اھل الجنۃ انھم علی صورۃِ ادم ومیلاد عیسٰی ثلث وثلثین سنۃ واما ما حکاہ ابن عساکر عن

بعضهم انه رفع وله مائة وخمسون سنة فشاذ غريب بعيد (ابنِ کثیر ص۲۴۵)

قال ابن عباس ارسل الله عیسٰی علیه السلام وهو ابن ثلاثین سنة فمکث فی رسالته ثلاثین شهراً ثم رفعه الله الیه تفسیر خازن ص۵۰۴ واخرج ابن سعد واحمد فی الزهد والحاکم من سعید بن المسیب قال رفع عیسٰی ابن ثلاث وثلثین سنة۔

۲

دُوسرا سوال

اگر مسیح زندہ آسمان پر بلا ایذا یہود چلا گیا تو وہ مسیح کا ہمشکل جو مصلوب ہوا تھا اس کی نعش کدھر گئی۔ اگر وہ مصلوب کوئی اور تھا۔ تو حواریوں کو اس کے چرانے کی کیا ضرورت تھی؟

جواب

بحکم آنکہ دروغ گوئی را حافظہ نہ باشد۔ پہلا الزام جو پیر صاحب پر لگایا تھا یعنی اِتباع قول عیسائیاں جلدی خیال سے جاتا رہا۔ اَب فرمایئے یہ قول کس کا ہے اَور صریح قول اللہ تعالیٰ کے مخالف ہے یا نہیں۔ دیکھو (واذ کففت بنی اسرائیل عنك اذ جئتهم بالبینات) یعنی اَے مسیح منجملہ ہماری نعمتوں کے ایک نعمت یہ بھی ہے تم پر کہ ہم نے بنی اسرائیل کو جب انہوں نے تیرے ایذا اَور قتل کا ارادہ کیا روک دیا۔ اَور تم کو ان کی ایذا سے بچا لیا۔ مسیح کا قبل الرفع ۳۳ سال کا ہونا یا ۱۲۰ یا ۱۵۰ کہیں قرآن میں مذکور نہیں۔ ہم کو حواریوں سے کیا مطلب۔ آپ ہی چونکہ اُن کے تابع ہیں اُن سے دریافت فرما لیویں۔ خیر تبرعاً ہم ہی سمجھا دیتے ہیں۔ جب حواریوں کو ابتداً میں صلیب پر چڑھانے کے وقت دھوکا لگا۔ تو اپنے اُسی زعم کے مطابق نعش مصلوب کو بھی قبر سے چرایا۔